از حضرت مولانا عبداللہ صاحب بھکر

حضرت مولانا قاضی قمر الدین محدث چکڑالوی ؒ

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج مبارک!

حضرت مولانا قاضی قمر الدین صاحب محدث چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ایک مضمون ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ یہ مضمون خاندانی دستاویزات اور ثقہ روایات سے مرتب کیا ہے۔ اس مضمون سے پہلے یہ حالات کسی نے قلم بند نہیں کئے۔ بانی فتنہ انکار حدیث کے متعلق بھی یہ تفصیل شائع نہیں ہوئی۔ دور حاضرہ کے علاقے کے علماء بھی ان حالات سے ناواقف ہیں۔ الحق پر اس مضمون کا حق ہے کہ اس کو شائع کرے۔ اکوڑہ خٹک دارالعلوم میں حاضری کے وقت حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کی مطبوعہ سند حدیث میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی دیکھا تھا۔ دارالعلوم کا اس لحاظ سے حضرت قاضی صاحب ؒ سے خاص تعلق ہے۔ امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوں گے۔

محمد عبداللہ، دار الہدیٰ، بھکر

حضرت مولانا قاضی قمر الدین صاحب محدث چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ ۔ ۱۹۰۰ء کو چکڑالہ[1] کے قاضی خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد کا اسم گرامی قاضی محمد سلیمان تھا۔ آپ نے قرآن مجید ایک مقامی حافظ صاحب سے اور ابتدائی دینی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ پھر انگہ ضلع شاہ پور میں کئی سال پڑھتے رہے۔ اس زمانہ میں انگہ کا درس پنجاب کا مشہور اور کامیاب درس تھا۔ آپ نے زیادہ کتابیں

---

[1] چکڑالہ ضلع میانوالی پنجاب کا مشہور قصبہ ہے جو میانوالی سے مشرق کی طرف ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے ۱۹۰۱ء میں میانوالی کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ اس سے پہلے میانوالی ضلع بنوں کی تحصیل تھی اور چکڑالہ تحصیل میانوالی میں تھا۔

اسی درس میں پڑھیں۔ ۱۲۹۳ھ میں سہارنپور تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری سے تفسیر و حدیث اور فنون کی بقیہ کتابیں پڑھیں۔ ذی الحجہ ۱۲۹۶ء میں سند فضیلت حاصل کرکے وطن تشریف لائے۔ ۱۲۹۸ھ میں بستی قاضیاں والی ضلع مظفر گڑھ میں حکیم قاضی فقیر محمد صاحبؒ سے طب پڑھی۔ گھر آکر ابھی مطب شروع نہیں کیا تھا کہ آپ کے چچازاد بھائی قاضی غلام نبی المعروف مولوی عبداللہ چکڑالوی کو تبدیلی مذہب کی وجہ سے افتاء و خطابت کے مناصب سے معزول کردیا گیا۔ علاقہ کے شرفاء اور ذمہ دار لوگوں کے اصرار پر آپ نے یہ ذمہ داریاں قبول فرمائیں۔ اور ساتھ ہی تدریس بھی شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے درس کو بہت جلدی مقبولیت اور شہرت عطا فرمائی۔ دور دراز کے طلبہ آنا شروع ہوگئے۔ ابتداء میں تمام درجوں کے اسباق خود پڑھاتے تھے۔ بعد میں ابتدائی اسباق منتہی طلباء کے سپرد کردیے۔ اور دورۂ حدیث بھی پڑھانا شروع کردیا۔ اور عمر بھر یہی معمول رہا۔

ان علاقوں میں دوسرے علوم و فنون کے ساتھ کچھ حدیث کی کتابیں پڑھادی جاتی تھیں مگر باقاعدہ دورۂ حدیث کا اہتمام نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف آپ کو عطا فرمایا کہ آپ دورۂ حدیث کی تمام کتابیں باقاعدگی سے پڑھایا کرتے تھے۔ پنجاب، سرحد اور افغانستان کے بہت سے طلباء جو دوسرے درسوں میں علوم و فنون کی تکمیل کرتے۔ دورۂ حدیث کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ علماء میں آپ کی محدثانہ شان مسلم اور نمایاں تھی۔ کتنے علماء تھے جو معقولات و منقولات کے جامع تھے مگر حدیث شریف پڑھنے کے لئے اپنے طلباء کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔

کوئی بات تو ہے ساقی کے میکدے میں ضرور جو دور دور سے میخوار آکے پیتے ہیں

آپ کا بیعت و ارادت کا تعلق اس زمانہ کی شہرۂ آفاق خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ہمیشہ آپ کو الطاف و عنایات اور دعوات و توجہات سے نوازتے رہے۔ اپنے چھوٹے فرزند صاحب زادہ سیف الدینؒ کو آپ سے تعلیم دلوائی۔ حضرت صاحب زادہ خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ کی دستار فضیلت کی تقریب میں ان کے اساتذہ کرام اور اپنے خلفاء کبار کے ساتھ آپ کی دستار بندی کرائی۔ حضرت مولانا سید امیر علی شاہ دہلوی نے "مجموعہ فوائد عثمانی" کتاب مرتب کی اور حضرت سے تصحیح کی درخواست کی تو حضرت نے آپ سے تصحیح کرانے کا حکم فرمایا۔

"فرمودند کہ قاضی قمر الدین صاحب عنقریب ارادہ آمدن در خانقاہ شریف می دارند از ایشاں تصحیح بکنانید" (مجموعہ فوائد عثمانی ص ۵۲)

حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ نے ۱۳۱۴ھ میں سفر آخرت فرمایا۔ تو آپ نے ان کے جانشین فرزند شیخ کامل حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت سے

سرفراز ہوئے۔ بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی شروع فرما دیا۔ اور علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کی تعلیم اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کا فریضہ بھی پوری مستعدی سے انجام دیتے رہے۔ بہت سے خوش نصیب بندے آپ کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری کے ساتھ باطنی دولت سے بھی مالا مال ہوئے۔ شیخ اول کی طرح شیخ ثانی حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب سے بھی کمال درجے عقیدت تھی۔ اور حاضر باشی و معیت کے ایک ایک لمحہ کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے ؎

نقد خواہی آں بصحبت قائم است نہ زباں در کار آید زوست

حضرت کے دل میں بھی آپ کی قدر و منزلت اور شفقت و محبت تھی۔ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے قدردان اور معترف تھے۔ بعض اوقات آپ کے اشغال بالحدیث اور اکل حلال کا خاص طور پر تذکرہ کر کے علو شان اور بلندی درجات کا برملا اظہار فرمایا۔ حضرت نے ۱۹۰۶ء میں خانقاہ شریف غنڈان (علاقہ خراسان) کو سفر کیا تو آپ کو بھی ہمرکابی کا شرف بخشا۔ یہ خانقاہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ اور اہل دل اور اصحاب درد کی امیدوں کا مرکز تھی۔ حضرت کے پہنچنے کی اطلاع پا کر چاروں طرف سے خلق خدا امنڈ پڑی۔ جب تک حضرت کا قیام رہا علاقہ کے علمائے متبحرین اور صوفیائے کاملین کی بہت بڑی جماعت حاضر باش رہی۔ ان علما میں اکثر کو مختصر وقایہ حفظ اور شرح وقایہ مستحضر تھی۔ حضرت کی خدمت میں مختلف علمی سوالات پیش ہوتے، باوجود اس کے کہ خود علوم کے بحر ذخار تھے تمام سوالات کو آپ کی طرف محول فرماتے۔

حضرت نے ۱۳۲۴ھ میں سفر حج کا ارادہ فرمایا تو آپ کو بھی ساتھ چلنے کا فرمان بھیجا۔ آپ نے نہایت مختصر وقت میں تیاری کی اور اپنے شیخ کی سرپرستی و معیت میں حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت کبریٰ حاصل کی۔

عامۃ المسلمین کی اصلاح کے لئے آپ نماز جمعہ کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے۔ وعظ سادہ اور پرتاثیر ہوتا تھا جرائم پیشہ لوگ مجلس وعظ میں توبہ کرتے اور ان کی زندگیاں جرائم سے پاک اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو جاتی تھیں۔ ان میں بہت سے لوگ آپ سے بیعت ہو کر اللہ کی یاد میں لگ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت میں یہ فیضان اور تربیت میں یہ تاثیر رکھی تھی کہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلبا کی عملی حالت بھی بہت جلد سنور جاتی تھی۔ ان کی زندگیوں میں شریعت کا رنگ جھلکنے لگتا تھا۔ وہ سیرت و کردار میں سنت کے عملی نمونے نظر آتے تھے۔ ایسے نیک سیرت طلبا کو آپ شہر کی مساجد میں امام بنا دیتے۔ وہ تعلیم کے ساتھ امامت کی ذمہ داریاں بھی پوری کرتے تھے۔ یہ طلبا وعظ نہیں کہتے تھے۔ مگر ان کی عملی زندگی وعظ سے زیادہ اثر رکھتی تھی۔ ان کے پاکیزہ اخلاق اور عادات و خصائل سے لوگ متاثر ہوتے۔ غفلت اور بے راہ روی دور ہوتی۔ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو جاتے اور مساجد نمازیوں

کی کثرت سے آباد اور پر رونق ہوتی تھیں۔

آپ کے تلامذہ میں بلند پایہ مفسر، محدث اور مشائخ طریقت ہوئے۔ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی۔ حضرت مولانا ولی اللہ صاحب انہی شریف ضلع گجرات۔ حضرت مولانا غلام حسن صاحب بانی و سجادہ نشین خانقاہ سواگ شریف ضلع مظفر گڑھ۔ حضرت مولانا نور الزمان صاحب بانی و سجادہ نشین خانقاہ کوٹ چاندنہ ضلع میانوالی۔ حضرت مولانا پیر فضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین بہائی شریف ضلع میانوالی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب (خلیفہ مجاز مولانا حسین علی) غورغشتی ضلع اٹک۔ حضرت مولانا محمد امیر صاحب جھنڈیر ضلع جھنگ۔ حضرت مولانا احمد دین صاحب کیلوی (خلیفہ مجاز مولانا احمد خان) ضلع شاہ پور۔ مولانا شاہ ولایت صاحب ضلع اٹک۔ حضرت مولانا رسول احمد صاحب بھتر ال ضلع اٹک۔ حضرت مولانا میاں محمد صاحب مجددی سجادہ نشین کفری ضلع شاہ پور۔

یہ سب حضرات حضرت قاضی صاحب کے شاگرد اور اپنے وقت میں علم و معرفت اور رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے شاگردوں نے علوم متداولہ میں رسوخ اور کمال حاصل کیا۔ سلوک و تصوف میں بھی کامل ہوئے۔ مسند تدریس اور مسند ارشاد کو زینت بخشی۔ آپ نے صرف نحو اور دیگر موضوعات پر عربی اور فارسی میں کئی چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں مگر ایک آدھ کے سوا کسی کتاب کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی۔ حاشیہ سنن ابی داؤد قمریہ، سفرنامہ حجاز، فرائد قمریہ، شرح فوائد صمدیہ، الضوابط السراجیہ اور اوقات نماز وغیرہ اب بھی غیر مطبوعہ آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک بڑا کام یہ بھی لیا کہ آپ کے ذریعہ فتنۂ انکار حدیث کا استیصال ہوا۔ اس فتنہ کے بانی آپ کے حقیقی چچا قاضی نور عالم صاحب مرحوم کے فرزند قاضی غلام نبی تھے وہ ۱۳۲۵ھ میں علوم دینیہ کی تکمیل کر کے آئے۔ اور چکڑالہ کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ چکڑالہ اور ملحقہ بستیوں کے لوگ ایک ہی جگہ ان کی اقتدا میں جمعہ اور عیدین کی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ سب لوگ دل سے احترام کرتے اور ان کے فتاویٰ کو تسلیم کرتے تھے۔

عرصہ بعد ان کے نظریات میں تبدیلی رونما ہونے لگی۔ یہاں تک کہ پہلے انہوں نے اپنے استاد ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی کا عدم تقلید و انکار تقلید کا مسلک اپنایا اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے لگے۔ اس سے عام لوگوں میں ان کے فتاویٰ کا اعتماد ختم ہو گیا۔ اور لوگ کنارہ کش ہو گئے۔ محلہ کے مقتدیوں نے فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین کی حد تک تو ساتھ دیا۔ مگر قاضی غلام نبی نے اس کے بعد ایسے مسائل بیان کئے جو لوگوں کے لئے موجب وحشت ہوئے تو عوام ان سے متنفر ہو گئے۔ اور علاقہ بھر کے ذمہ دار لوگوں نے اتفاق کر کے ان کو خطابت

دافتار سے الگ کر دیا۔ اور یہ ذمہ داریاں حضرت مولانا قاضی قمرالدین صاحب کے سپرد کر دیں۔

قاضی غلام نبی نے انکار تقلید کے کچھ عرصہ بعد انکار حدیث کا فتنہ برپا کر دیا اور اپنے آپ کو اہل حدیث کی بجائے اہل قرآن کہلانے لگے۔ اس نئے باطل مذہب کی ایجاد کے بعد اپنا نام بھی بدل کر عبداللہ رکھ لیا[1]۔

چکڑالہ میں حضرت مولانا نور خان صاحب بھی تھے جو متقی اور جید عالم تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ چکڑالہ کے غربی دیہات میں حضرت مولانا غلام صدیق صاحبؒ ڈھوک زمان والے تھے جن کا اپنے علاقہ میں اثر تھا۔ لوگوں کو ان سے عقیدت تھی۔ چکڑالہ سے مشرق میں چھ میل کے فاصلہ پر وندہ شاہ بلاول کے سجادہ نشین حضرت سید لال شاہ صاحب تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری سے فیض یافتہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب سے مجاز تھے۔ بہت باکمال بزرگ تھے۔ اور متوسلین کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔ علاقہ میں ان بزرگوں کے اثرات تھے۔ دعائیں اور توجہات تھیں۔ ان حضرات سے وابستگی بھی لوگوں کے لئے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ تھی۔ مگر میدان میں نکل کر تاریخ کے اس عظیم اور خطرناک فتنہ کی سرکوبی اور استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی خاندان کے لائق اور مایہ ناز فرزند حضرت مولانا قاضی قمرالدین صاحبؒ کو منتخب فرمایا۔ قاضی غلام نبی جہاں بھی نظریہ انکار حدیث کرنے جاتے آپ بھی وہاں تشریف لے جاتے۔ لوگوں کو ان کے غلط عقائد سے آگاہ کرتے اور حدیث و سنت کا مقام اور حجیت بیان فرماتے۔ قاضی غلام نبی مباحثے کا چیلنج کرتے تو آپ چیلنج قبول کر کے مباحثے میں ان کو لاجواب اور مبہوت کر دیتے۔ قاضی غلام نبی برسہا برس اپنے علاقہ میں مارے مارے پھرے مگر آپ کی مبارک مساعی کی بدولت ان کی کوئی پذیرائی نہ ہوئی۔ اور وہ ایک آدھ کے سوا کسی کو اپنا ہمنوا نہ بنا سکے۔ انہوں نے پروگرام بنایا کہ اپنے علاقہ سے کچھ دور نکل کر شہروں اور بستیوں کے سردار اور رئیس لوگوں کو تبلیغ کی جائے۔ ایسے لوگ پیروکار بن گئے تو غریب طبقہ آسانی سے مطیع ہو جائے گا۔ اس منصوبہ کے تحت ضلع اٹک کے معروف شہر پنڈی گھیب پہنچے۔ ملک اولیا خان کے بنگلہ میں تقریر کی وہاں کے علماء اور عوام کے لئے ان کی تقریر میں نیا نظریہ اور نئی باتیں تھیں۔ لسان العرب، منتہی الادب، قاموس اور

---

[1] قاضی غلام نبی نے سب سے پہلے اپنے دونوں صاحب علم بیٹوں (قاضی محمد ابراہیم اور قاضی محمد عیسیٰ) پر اپنی پیروی کے لئے دباؤ ڈالا۔ قاضی محمد ابراہیم نے صاف انکار کر دیا۔ اور والد کی جائیداد سے محروم ہو گئے۔ جلالپور پیروالا ضلع ملتان میں جا کر امامت کر لی۔ اور آسودگی کی زندگی گذاری۔ قاضی محمد عیسیٰ نے جائیداد سے محرومی کے ڈر سے وقتی طور پر حامی بھر لی اور اپنا لڑکا محمد یحییٰ بھی والد کے حوالے کر دیا۔ آزمائشی دور گذار کر خود تو اسلام اور مذہب حنفی پر قائم رہ گئے مگر اپنے بیٹے یحییٰ کو واپس نہ لے سکے محمد یحییٰ نے اپنے دادا قاضی غلام نبی سے تعلیم پائی اور ان کے مذہب پر تاحین حیات قائم رہا۔

مغنی اللبیب وغیرہ کے حوالے دے کر قرآن مجید کا ترجمہ کرتے تھے۔ علماء کی رائے سے ملک اولیا خان نے حضرت سید لال شاہ صاحب کی وساطت سے حضرت مولانا قاضی قمر الدین صاحب کی خدمت میں قاصد بھیجا۔ حضرت قاضی صاحب جب پنڈی گھیب پہنچے تو عصر کا وقت قریب تھا۔ اعلان ہو گیا۔ عصر کی نماز کے بعد ملک صاحب کے بنگلہ میں بہت بڑے اجتماع میں مباحثہ شروع ہوا۔ آپ نے قاضی غلام نبی کی ایک ایک بات کا قرآن مجید سے ہی رد کیا۔ اور ان پر سوالات وارد کئے۔ وہ لاجواب ہو کر کہنے لگے:۔

"اب مغرب کا وقت قریب ہے میں کل صبح ان تمام سوالات کے جوابات دوں گا"

صبح کے وقت لوگ ان کے جوابات سننے کے لئے جمع ہوئے مگر اطلاع ملی کہ وہ رات کی تاریکی میں پنڈی گھیب سے جا چکے ہیں۔ قریبی گاؤں "اخلاص" کے امام مسجد نے آکر بتایا کہ قاضی غلام نبی رات کو ہمارے گاؤں میں راستہ بھولے پھر رہے تھے۔ مجھ سے انہوں نے چکڑالہ کی طرف جانے کا راستہ پوچھا۔ میں نے گاؤں سے باہر ان کو راستہ پر لگا دیا اور وہ چکڑالہ چلے گئے۔

ایک دفعہ قاضی غلام نبی چکڑالہ سے تقریباً اسّی میل دور فتح جنگ پہنچے۔ اپنی تقریر کا اعلان کیا۔ لوگ جمع ہوئے۔ انہوں نے تقریر شروع کی۔ اس خیال سے کہ قاضی قمر الدین صاحب اتنے دور میرے پیچھے کہاں پہنچیں گے۔ دوران تقریر چیلنج کیا کہ "کہاں ہے قمر الدین، لاؤ اسے میرے مقابلہ میں"۔ اتفاق سے حضرت قاضی قمر الدین صاحب اسی وقت ان کے تعاقب میں پہنچے تھے۔ اور قاضی غلام نبی کی آپ پر نظر نہیں پڑی تھی، آپ چیلنج کے الفاظ سن کر ان کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ "جناب حاضر ہوں"۔ قاضی غلام نبی بوکھلا گئے اور بدحواسی کے عالم میں تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کئے۔ مگر آپ نے تحمل اور سنجیدگی سے گفتگو فرمائی۔ قاضی غلام نبی کے لئے فرار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

قاضی غلام نبی نے اپنی شکستوں کا انتقام لینے کے لئے جھوٹے مقدمات شروع کر دئے۔ اپنے گھر کی پردہ کی باڑ کو اپنے ہاتھ سے آگ لگا دی اور چوکی پولیس میں پرچہ درج کرا دیا کہ قاضی قمر الدین صاحب کے کہنے پر ان کی اہلیہ نے میری باڑ جلا دی ہے۔ قاضی غلام نبی کے بھائی قاضی غلام رسول اور حضرت قاضی قمر الدین صاحب نے خانگی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے حصہ زمین میں مکانات اور مسجد کی تعمیر شروع کی تو قاضی غلام نبی نے دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے زائد زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔

قاضی غلام نبی دونوں مقدموں میں جھوٹے ثابت ہوئے ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۵ء میں حضرت قاضی قمر الدین صاحب کی اہلیہ کے بھتیجے محمد شاہ صاحب پر ایک رشتہ دار سے زمین کا جھوٹا مقدمہ دائر کرا دیا۔ حضرت قاضی صاحب نے محمد شاہ کے سرپرست کی حیثیت سے مقدمہ کی پیروی کی اور ۱۳۱۵ھ میں محمد شاہ صاحب کے حق میں

فیصلہ ہوا [1]

حضرت مولانا قاضی قمر الدین صاحبؒ ۱۳۲۷ھ میں اپنے شیخ خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ کی خدمت میں وادی سون کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ ارادہ یہ تھا کہ رمضان شریف حضرت کی خدمت میں گزاریں گے۔ مگر رجب کے اواخر میں بیمار ہو گئے۔ اور بیماری نے ایسی شدت اختیار کی کہ حضرت نے آپ کو گھر پہنچانا ضروری خیال فرمایا۔ گھر پہنچ کر اپنے تلمیذ رشید حضرت مولانا حکیم نور الزمان صاحب کو علاج کی سعادت بخشی۔ علاج پوری محنت اور تسلسل سے ہوا۔ مگر یہ بیماری مرض وفات ثابت ہوئی۔ حضرت نے رمضان شریف کے اختتام پر وادی سون سے واپسی پر دریا خان میں قیام فرمایا۔ ہر دوسرے دن آپ کی حالت معلوم کرنے کے لیے ایک خادم کو چکڑالہ بھیجتے۔ سفر زیادہ ہونے کی وجہ سے خادم دوسرے دن واپس آتا تھا۔

۱۱ر شوال کو خادم کی واپسی کا انتظار کئے بغیر خود ریل میں سوار ہو کر تقریباً نصف شب میں اسٹیشن مسان پہنچ گئے۔ اسٹیشن سے قریبی گاؤں شکر پڑی سے گھوڑی لی اور دس میل کا سفر گھوڑی سے طے کر کے سحری کے وقت چکڑالہ پہنچے۔ حضرت قاضی صاحب کے آخری لمحات تھے۔ اپنے شیخ کا آخری دیدار کیا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

---

[1] قاضی غلام نبی کی اس جھوٹی مقدمہ بازی سے ان کی انسانی شرافت کا بھانڈہ پھوٹ گیا۔ اور لوگوں میں اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ جب دینی یا دنیوی لحاظ سے اپنا اعتماد کھو بیٹھے اور کوئی عزت نہ رہی تو اپنے پوتے محمد یحییٰ کو ساتھ لے کر لاہور چلے گئے۔ وہاں اشاعت القرآن کے نام سے رسالہ جاری کیا اور مذہب اہل قرآن کے نام سے نظریہ انکار حدیث کا پرچار کرتے رہے۔ جب بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے کام کاج کے قابل نہ رہے تو لاہور کی سکونت ترک کر دی اور اپنے ایک عقیدت مند ڈاکٹر کے پاس ملتان چلے گئے۔ ڈاکٹر نے اپنی انیس سالہ لڑکی خدمت کے لئے پیش کی۔ قاضی غلام نبی نے ۱۹۱۴ء میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا اور اسے ساتھ لے کر چکڑالہ آ گئے کچھ دنوں بعد بیماری نے زور پکڑا تو میانوالی سے ملحقہ گاؤں یارو خیل میں اپنے ایک پیرو کار کے ہاں گئے۔ وہاں اس نوعمر اہلیہ سے ایک بچی بھی ہوئی۔ اوائل ۱۹۱۵ء میں یارو خیل میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ اور وہیں ان کی وصیت کے مطابق ان کو دفن کر دیا گیا۔

چکڑالہ کی سرزمین نے مرنے کے بعد بھی انہیں قبول نہ کیا اور آج بھی میری تحقیق کے مطابق چکڑالہ کے پورے علاقہ میں ایک متنفس بھی ان کا پیروکار نہیں۔ مگر ان کا آبائی وطن ہونے کی وجہ سے یہ بدنامی چکڑالہ کے ذمہ ایسی پڑی کہ آج بھی لوگ ان کے خلاف اسلام نظریات کو چکڑالویت کا نام دیتے ہیں [1]

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے

کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

۱۲ر شوال ۱۳۲۷ھ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۹ کو دن میں حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور علوم و معارف کا یہ خزانہ لحد کے حوالے ہوگیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا قاضی کلیم اللہ صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمادیا تھا جو آپ کے شاگرد اور داماد تھے۔ معقولات و منقولات کے جامع اور محقق عالم تھے۔ آپ کے فتاویٰ کو سند کی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔ تریپن سال اپنے استاد کی مسند پر جلوہ فرمارہے۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۷۲ء کو وصال ہوا۔ اللہم اغفرلہم وارحمہم

الی اللہ اشکوا الی الناس اننی

اری الارض تبقی والاخلاء تذہب

قومی اسمبلی میں
اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی سرگرمیاں

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبال)

قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قراردادیں مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقاریر، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا ردعمل ——— آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کیا گذری، تحاریک التواء، سوالات اور جوابات، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔

★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پر۔
★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ
★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے۔
★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہوسکتیں۔
★ ایک ایسی کتاب جو جہاد حق اور غلبہ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی ——— کتاب شائع ہوچکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے صفحات ۸۰۰

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)

افغانستان پر روسی جارحیت اور مؤتمر المصنفین کی اہم پیشکش
روسی الحاد

پس منظر و پیش منظر

تالیف و اشاعت ——— مؤتمر المصنفین

سوشلزم اور کمیونزم حریت اقوام، آزادی افکار کا غاصب اور دیگر مذاہب کا عظیم دشمن اور انسانی و اخلاقی قدروں کا کن کن طریقوں سے باغی ہے؟ ان سب باتوں کا جواب اور کمیونزم کی فکری نشوونما، جنگ اقتدار، مظالم اور چیرہ دستیوں اور مستقبل کے ناپاک عزائم کا تحقیقی اور تفصیلی جائزہ۔

اہم ابواب کی ایک جھلک جبکہ ہر باب کئی ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے

۱۔ محرکات و عوامل
۲۔ سوشلزم کا فکری سفر
۳۔ عملی سرگرمیاں اور جنگ اقتدار
۴۔ سوشلزم کی چیرہ دستیاں
۵۔ مذہب و اخلاق دشمنی
۶۔ سامراجی تسلط۔ روس اور افغانستان، پاکستان اور سوشلزم

افغانستان پر ظالمانہ یلغار کے بعد روس پاکستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ آیئے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ علمی و فکری جہاد کیلئے بھی کمربستہ ہوجائیں ——— ایک بھیانک اور مکروہ چہرہ جسکو بے نقاب کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے

بلاشبہ اس موضوع پر ایک مستند اور تحقیقی کتاب

جس کیلئے صدہا ماخذ کو کھنگالا گیا ہے

قیمت ۱۲ روپے صفحات ۴۰۰ عمدہ کاغذ و طباعت عمدہ۔ تبلیغ کیلئے سو نسخوں پر ۳۳ فیصد رعایت

آج ہی طلب فرمائیں

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور پاکستان